مجلسِ اشاعت دکھنی مخطوطات

(دکھنی مخطوطات کی اشاعت کا مستند تحقیقی ادارہ)

ڈاکٹر روبینہ ترین*
طارق محمود**

Abstract:
The research scholars and institutions have played an important role to promote the Urdu language and literature. Hyderabad is one of the prominent Urdu centres in sub continent. Here various organisations are working for the defence and progress of Urdu language. "Majlis Ishat Dakhni Makhtootat" is included in the list of these unique associations.
This association has worked to discover and publish ancient Dakani Makhtootat. In this article, I have tried to introduce of various organisations particularly "Majlis Ishat Dakhni Makhtootat" and its services for publishing and promoting the Dakhani mannuscripts in this area.

ہندوستان کی بڑی اور خود مختار ریاستوں میں حیدر آباد دکن کو اپنی قدیم ادبی روایت، مختلف علوم وفنون کی سرپرستی اور تہذیبی وثقافتی ورثہ کی حامل ریاست کے طور پر خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ علاقہ اپنے علمی، ادبی، تعلیمی و تہذیبی ماحول کے باعث ہر دور میں شعرا، ادباء اور علماء کا مسکن رہا ہے۔ یہاں شاہان وقت بھی شعر وادب میں خاص دلچسپی لیتے رہے جس کے باعث نہ صرف ان کے درباروں سے سینکڑوں شعراء وابستہ رہتے بلکہ ان کے درباروں کو علمی وادبی اداروں کی حیثیت بھی حاصل ہوتی تھی۔ معاشرتی اقدار، انسانی فلاح و بہبود، تہذیب وتمدن کے فروغ اور علم وادب کی ترویج کے سلسلہ میں اداروں کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اُردو زبان وادب کی ترقی کا احوال بھی ان اداروں کے تذکروں کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر علاقہ میں علم وادب کے فروغ کے لیے مختلف اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حیدر آباد دکن میں جدید طرز کے علمی، تحقیقی اور جدید علوم وفنون کی تعلیم گاہوں کا قیام تو ۱۸۲۴ء سے شروع ہو گیا تھا لیکن ادبی انجمنوں کا رواج ۱۸۵۷ء کے بعد شروع ہوا۔[۱] حیدر آباد کی علمی وادبی روایت کو فروغ

* صدر نشین شعبہ اُردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
** اُستاد شعبہ اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، خانیوال

دینے کے لیے یہاں کے طلباء اور علمی و تحقیقی اداروں نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھرپور کام کیا جن کی شاہان نے ہر موقع پر ہر طرح سے سرپرستی فرمائی بلکہ مالی اعانت سے بھی کبھی گریز نہیں کیا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں جامعہ عثمانیہ (۱۹۱۸ء) ایک مرکز اور تحریک کی صورت میں سامنے آئی۔ اس جامعہ کی پروردہ نسل نے علمی، ادبی، سماجی، سیاسی اور سائنسی میدانوں میں جو کارنامے سرانجام دیئے وہ ہمیشہ یاد کیے جائیں گے جبکہ اُردو زبان وادب اور تحقیق کی روایت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے میں بھی جامعہ عثمانیہ اور حیدرآباد کے دیگر اداروں نے اہم کردار ادا کیا۔ ان اداروں کی تحقیقی، تدوینی اور اشاعتی سرگرمیوں سے اُردو زبان وادب کے ذخیرہ میں بے پناہ اضافہ ہوا اور یہ کتابیں ان اداروں کی معروضیت کی روئیداد کے ثبوت کے طور پر بھی سامنے آئیں۔ حیدرآباد دکن کے علمی وادبی اداروں کا سرسری ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے تاکہ عہد بہ عہد علمی و تعلیمی ترقیوں میں حصہ لینے والے اداروں کے بارے میں معلوم ہو سکے کیونکہ ادارے کسی علاقہ کی علمی و ثقافتی کامیابیوں کا مظہر ہوتے ہیں، ان اداروں میں:

۱۔	حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس	۱۹۱۳ء	مولوی محمد مرتضٰی
۲۔	دارالترجمہ	۱۹۱۷ء	نواب حیدر یار جنگ
۳۔	جامعہ عثمانیہ	۱۹۱۸ء	میر عثمان علی خان
۴۔	ادارہ ادبیات اردو	۱۹۳۱ء	ڈاکٹر محی الدین قادری زور
۵۔	کتب خانہ سعیدیہ	۱۹۳۴ء	مفتی محمد سعید خان
۶۔	مجلس اشاعت دکنی مخطوطات	۱۹۳۶ء	نواب سالار جنگ
۷۔	بزم اقبال	۱۹۳۸ء	ڈاکٹر سید عبدالطیف
۸۔	لطف الدولہ اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ	۱۹۳۸ء	حکیم شمس اللہ قادری
۹۔	انجمن ترقی اردو (حیدرآباد)	۱۹۳۸ء	حبیب الرحمٰن
۱۰۔	انجمن ترقی پسند مصنفین حیدرآباد	۱۹۴۳ء	مخدوم محی الدین
۱۱۔	اردو مجلس	۱۹۵۳ء	مرزا فرحت اللہ بیگ
۱۲۔	انسٹیٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز	۱۹۵۵ء	ڈاکٹر سید عبدالطیف
۱۳۔	آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی	۱۹۵۷ء	ڈاکٹر بی گوپال ریڈی

۱۴۔	ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹیٹیوٹ	۱۹۵۹ء	ڈاکٹر محی الدین قادری زور
۱۵۔	اقبال اکیڈمی	۱۹۵۹ء	پروفیسر عالم خوندمیری
۱۶۔	زندہ دلان حیدر آباد	۱۹۶۱ء	حمائیت اللہ
۱۷۔	ولا اکیڈمی	۱۹۶۱ء	حسن الدین احمد
۱۸۔	ادبی ٹرسٹ	۱۹۶۵	عابد علی خاں
۱۹۔	ایچ۔ای۔ایچ۔دی نظامس اردو ٹرسٹ	۱۹۶۸ء	آصف ثامن مکرم جاہ بہادر
۲۰۔	ادارہ شعر و حکمت	۱۹۶۹ء	ڈاکٹر مغنی تبسم
۲۱۔	محفل خواتین	۱۹۷۱ء	بلقیس علاء الدین
۲۲۔	اُردو اکیڈیمی آندھرا پردیش	۱۹۷۵ء	آصف پاشا ☆۱

ان سبھی اداروں نے اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج اور تحقیق کی روایت کے فروغ میں بنیادی کام سرانجام دیئے جس سے اردو کے تحقیقی و تنقیدی سرمائے میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ یہ سبھی ادارے اپنی اپنی حیثیت میں بے مثال ہیں۔ اردو زبان کے فروغ اور تحفظ کے لیے ان کی بے لوث خدمات تاریخ ادب کا روشن باب ہیں۔ ان اداروں میں ''مجلس اشاعت دکنی مخطوطات'' کو قدیم اردو کے شہ پاروں کی بازیافت و اشاعت کے حوالہ سے منفرد حیثیت حاصل ہے ذیل میں اسی ادارے کے قیام، اغراض و مقاصد، تحقیقی کارناموں کے حوالہ سے بات کی جائے گی۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حیدر آباد دکن نے اُردو زبان و ادب اور مختلف علوم کی ترقی و ترویج میں دوسرے اقطاع ہند سے بڑھ کر کام کیا۔ یہ سرزمین کئی صدیوں سے علم و ادب کا مرکز بلکہ عظیم گہوارہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی بنیادی اور اہم وجہ اس علاقے کے شاہان کا اُردو شعر و ادب سے شغف اور اس کی سرپرستی ہے۔ انہوں نے نہ صرف شعراء اور ادباء کو تحفظ دیا بلکہ ان کی تخلیقات کو بھی ملکی سرمائے کی حیثیت سے سنبھال کر رکھا۔ حیدر آباد میں مخطوطات اور نوادرات سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ حیدر آباد میں مسلمان امراء اور اراکین دولت عثمانیہ کو کتب خانوں کے قیام اور مخطوطات و نوادرات کے جمع کرنے کا خاص شوق رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف حیدر آباد میں مخطوطات نوادر کی تعداد پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے مخطوطات اور نوادر کی تعداد سے بہت زیادہ ہے[۲]۔ یہ مخطوطات یقیناً عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبان و ادب کے حوالہ سے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ بیسویں صدی کی ابتدائی تین دہائیوں تک ان کی اشاعت کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں تھا۔ تاہم حیدر آباد کے سٹی کالج میں ''دوصد سالہ

جشن یادگار ولی'' کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ سوم نے کی۔اس موقع پر انہوں نے اپنے ذاتی کتب خانے سے جس میں ہزاروں کی تعداد میں نایاب کتب اور قیمتی مخطوطات جمع تھے ایک نمائش کتب کا اہتمام بھی کیا گیا۔اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ قدیم اردو کے مخطوطات جو مختلف لائبریریوں میں بکھرے ہوئے ہیں کو نہ صرف اکٹھا کیا جائے بلکہ زیور طباعت سے بھی آراستہ کیا جائے۔ان مخطوطات کی تلاش اور اشاعت انتہائی اہم منصوبہ تھا۔نواب سالار جنگ نے اس کے تمام تر اخراجات کی ذمہ داری قبول کی۔خطبہ صدارت میں وہ فرماتے ہیں:

''اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دوصد سالہ جشن ولؔی کی یادگار میں کسی مستقل کام کا آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولؔی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبان تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں ولؔی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشاپرداز پیدا ہو چکے ہیں۔خود طبقہ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔پھر ان کے دربار کے ملک الشعراء وجہی،غواصی نصرتی،رستمی وغیرہ ولؔی سے کم نہ تھے اور چونکہ ولؔی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے[۳]

نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ سوم کی دلچسپی اور حوصلہ افزائی کے باعث ۱۹۳۶ء میں ایک کمیٹی مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کے نام سے قائم کی گئی[۴]۔اس مجلس کے سرپرست خود نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ بہادر تھے۔انہیں نوادرات اور کتب جمع کرنے کی شوق تھا جو رفتہ رفتہ ایک اعلیٰ ریسرچ میوزیم اور نادر کتب خانے کی شکل اختیار کر گیا۔اس کتب خانے کے لیے آپ نے چالیس ہزار مطبوطات اور نو ہزار مخطوطات جمع کئے آپ کی سب سے بڑی یادگار سالار جنگ میوزیم ہے۔نواب یوسف علی خاں کے ایما پر قائم ہونے والے ادارے مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات کے اغراض ومقاصد،عہدہ داران اور اراکین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ تحقیق وتنقید کی مدد واشاعت

۲۔ اردو کی قدیم تاریخ کے بارے میں معلومات بہم پہچانا

۳۔ قدماء کے افکار واسالیب کی روشناسی

۴۔ گزشتہ عظمت کی یاد تازہ کرنا

۵۔ قدیم مخطوطات کی اشاعت اور بطور خاص دکنی اور دکن کے تعلق سے معلومات

۶۔ قرون وسطیٰ کی تہذیب وتمدن کا مطالعہ

۷۔ لسانی تقابلی مطالعہ اور جدید خیالات کے ذریعہ تحقیق

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جس کمیٹی کا انتخاب کیا گیا ان میں:

سرپرست : نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ سوم

صدر : سید محمد اعظم (پرنسپل سٹی کالج)

نائب صدر : ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

معتمد : پروفیسر سید محمد

شریک معتمد : میر سعادت علی

اراکین : پروفیسر حسین علی خان، پروفیسر عبدالمجید صدیقی، پروفیسر عبدالقادر سروری۔

اس ادارے کو ایک خاص مقصد کے تحت قائم کیا گیا۔ جس میں اس ادارے کے موسسین کامیاب بھی ہوئے اور نواب صاحب کی سر پرستی میں مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کی تشکیل عمل میں آئی۔ سید محمد اعظم، سید محمد، ڈاکٹر زور، پروفیسر سروری، عبدالمجید صدیقی۔۔۔ نے نواب سالار جنگ کی خواہش کے مطابق کام شروع کر دیا اور متعدد اہم و نایاب دکنی تصانیف طبع وشائع کیں [۵]۔ یقیناً اس ادارے کی خدمات لائق تحسین ہیں جس کا اعتراف علمی وادبی حلقوں میں بھرپور انداز سے ہوا۔ اس مجلس کے قیام کے حوالہ سے مدیر رسالہ ''جامعہ'' نورالحسن ہاشمی لکھتے ہیں:

''حال ہی میں حیدرآباد دکن میں نواب سالار جنگ بہادر کی سر پرستی میں قدیم دکنی مخطوطات کی اشاعت کے سلسلہ میں ایک مجلس وجود میں آئی ہے۔ اس مجلس کا مقصد قدیم شاہان دکن کے ادبی آثار اور اردو کی قدیم کتابوں کی اشاعت ہے۔۔۔ درحقیقت اردوئے قدیم کے مخطوطات کی حفاظت اور اشاعت ایسا

کام ہے جو اردو داں پبلک ہمیشہ نظر استحسان سے دیکھے گی اور جو اردو کی تاریخ
میں ایک نہ مٹنے والے سنگ راہ کا کام دے گا۔[۶]

نواب یوسف سالار جنگ کی لائبریری میں قطب شاہی عہد سے لے کر آصف جاہی دور تک کے مخطوطات کی خاصی تعداد موجود ہے۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا دیوان بھی اسی ذخیرے کے باعث اردو داں طبقے تک پہنچا۔ ان کلیات کی اشاعت نے جہاں اردو کی تاریخ کو نیا موڑ عطا کیا وہیں اس سے مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کا بھرپور تعارف بھی ہوا۔ نہ صرف اردو بلکہ اسلامیات، فلسفہ، سائنس، عمرانیات فنون لطیفہ، لسانیات کے مخطوطات کو بھی اہمیت دی گئی۔ قلی قطب شاہ، عبداللہ قطب شاہ، ابن نشاطی، نصرتی، غواصی ایسے شعرا کا کلام اس مجلس کے باعث علمی و ادبی حلقوں میں اپنی انفرادیت قائم رکھ سکا۔ ان شائع شدہ کتب نے تاریخ ادبیات اردو کو نئے جہانوں سے آشنا کیا۔ ان مخطوطات کے باعث بے شمار گمنام اور کم معروف شعراء اور نثر نگاروں کو پذیرائی ملی۔ جو کتابیں اس ادارے کی جانب سے شائع ہوئیں وہ اردو زبان وادب کے لیے انمول تحفے کی صورت رکھتی ہیں۔ دکن میں اردو کے آغاز و ارتقاء کے حوالہ سے تمام تر ادبی آثار کا احاطہ ان تخلیقات سے ہوا۔ اس ادارے کو پورے ہندوستان میں بھرپور طریقے سے پذیرائی حاصل ہوئی۔

یہ ادارہ سالار جنگ کے انتقال (۱۹۴۹ء) کے بعد حکومت ہند کی تحویل میں چلا گیا۔ یہ کتب سلسلہ یوسفیہ ☆۳ اور سالار جنگ پبلشنگ ☆۴ ادارے کے تحت بھی شائع ہوئیں۔ اس قدیم ادب سے متعلق چند اہم و نایاب کتب جو اس ادارہ نے شائع کیں درج ذیل ہیں۔

۱۰۔	پھول بن	عبدالقادر سروری
۹۔	کلیات سراج اورنگ آبادی	عبدالقادر سروری
۸۔	سیف الملوک و بدیع الجمال	سعادت علی رضوی
۱۱۔	طوطی نامہ	میر سعادت علی رضوی
۱۲۔	قصہ بے نظیر	عبدالقادر سروری
۱۔	کلیات محمد قلی قطب شاہ	ڈاکٹر محی الدین قادری زور
۳۔	گلشن عشق	پروفیسر سید محمد
۲۔	کلیات عبداللہ قطب شاہ	پروفیسر سید محمد

۷۔	مثنوی چندر بدن ومہیار	محمد اکبرالدین صدیقی
۵۔	قصہ رضوان شاہ وروح افزاء	پروفیسر سید محمد
۶۔	تصویر جاناں	خواجہ حمیدالدین شاہد
۴۔	پنچھی باچھا	پروفیسر سید محمد
۱۳۔	علی نامہ	پروفیسر عبدالمجید صدیقی

یہ کتب قدیم ادب کی دریافت کے حوالہ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ذیل میں ان کا توضیحی اشاریہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان مثنویوں اور کلیات کے حوالہ سے معلومات حاصل ہوسکیں۔

پھول بن: مطبوعہ۔حیدرآباد مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۹۳۷ء، ص ۳۰۶۔

ابن نشاطی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے درباری شاعروں میں سے تھے۔ ان کی مثنوی ''پھول بن'' کو عبدالقادر سروری نے تحقیق وتدوین کے بعد شائع کیا۔ کتاب کے شروع میں ایک سوانیس صفحات پر مشتمل ضخیم مقدمہ شامل ہے۔ کتاب میں قدیم دکنی الفاظ کے معنی بھی دیئے گئے ہیں۔ اس میں عبداللہ قطب شاہ اور ابن نشاطی کی تصاویر بھی شامل ہیں۔

کلیات سراج اورنگ آبادی: مطبوعہ۔حیدرآباد سالار جنگ پبلشنگ کمیٹی، ۱۹۳۸ء، ص ۶۷۴۔

عبدالقادر سروری نے متعدد قلمی نسخوں کی مدد سے انتہائی محنت کے ساتھ سراج اورنگ آبادی کے کلام کو ترتیب دیا ہے۔ انہوں نے ایک سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقدمہ بھی تحریر کیا جس میں سراج اورنگ آبادی کی شاعرانہ صلاحیتوں اور حالات زندگی کو پیش کیا گیا ہے۔ کلیات میں غزلیات کو ردیف وار درج کیا گیا ہے جبکہ متفرقات کے حصہ میں فردیات، رباعیات، قصائد، مستزاد، مخمسات، مناجات وغیرہ شامل ہیں۔

سیف الملوک وبدیع الجمال: مطبوعہ۔حیدرآباد دکن، سلسلہ یوسفیہ، ۱۹۳۹ء، ص ۱۷۹۔

اس کتاب میں میر سعادت علی رضوی نے عبداللہ قطب شاہ کے ملک الشعراء ملا ابومحمد غواصی کی شاہکار مثنوی ''سیف الملوک وبدیع الجمال'' کو ترتیب دیا ہے۔ اس پر انہوں نے ضخیم مقدمہ تحریر کرتے ہوئے شاعر کے حالات اور ان ماخذات کی طرف نشاندہی کی ہے جن کی مدد سے یہ مثنوی مرتب کی گئی ہے اس کو پانچ عنوانات کے تحت درج کیا گیا ہے۔

(۱) حالات زندگی (۲) غواصی کی شاعری (۳) زبان اور طرز بیان

(۴) سیف الملوک و بدیع المال (قصہ کا ماخذ، قصہ کا خلاصہ، سنہ تصنیف)

(۵) مخطوطے (سیف الملوک و بدیع الجمال)۔

کتاب کا پیش لفظ سید محمد اعظم صدر انجمن اشاعت دکنی مخطوطات نے لکھا ہے۔

طوطی نامہ: مطبوعہ-حیدرآباد دکن، سلسلہ یوسفیہ، ۱۹۳۹ء، ص ۲۹۰۔

اس کتاب میں میر سعادت علی رضوی نے عبداللہ قطب شاہ کے ملک الشعراء ملا ابوغواصی کی ایک مثنوی ''طوطی نامہ'' کو اپنے اکتالیس صفحات پر مشتمل مقدمہ کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس مقدمہ میں ان کے حالاتِ زندگی اور شاعری وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے اجزاء درج ذیل ہیں۔

۱۔ حالات زندگی، شاعری، زبان و بیاں

۲۔ مخطوطے طوطی نامہ کے قصے کا ماخذ اور ترجمے

۳۔ طوطی نامہ کے حکایات کا خلاصہ اور فہرست

قصہ بے نظیر: مطبوعہ-حیدرآباد، سلسلہ یوسفیہ، ۱۹۳۹ء، ص ۱۶۰۔

اس کتاب میں پروفیسر عبدالقادر سروری نے صنعتی بیجاپوری کی مثنوی ''قصہ بے نظیر'' کو انتہائی تحقیق و تدقیق سے ایڈٹ کر کے پیش کیا۔ اس پر انہوں نے انیس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ بھی تحریر کیا۔ کتاب کا پیش لفظ سید محمد اعظم نے لکھا ہے۔ فہرست مشمولات درج ذیل ہے۔

(۱) مقدمہ (۲) متن قصہ بے نظیر (۳) حمد، نعت، منقبت، تعریف سخن، مدح سلطان سبب تالیف آغاز داستان۔

کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ: مطبوعہ-حیدرآباد، سلسلہ یوسفیہ، ۱۹۴۰ء، ص ۱۰۶۸۔

ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے سلطان محمد قلی قطب شاہ معانی کے کلام کو انتہائی محنت اور جدو جہد کے بعد مرتب و مدون کیا ہے۔ انہوں نے تین سو باون صفحات پر مشتمل ایک ضخیم مقدمہ بھی تحریر کیا۔ جس میں انہوں نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے حالات زندگی شاعرانہ صلاحیتوں اور دیگر امور پر روشنی ڈالی ہے۔ کلیات میں دو سو بیس نظمیں، تین سو بارہ غزلیں جبکہ دیگر اصناف میں رباعیاں، قصیدے، مرثیے، ریختیاں اور ایک مختصر مثنوی شامل ہے۔

کلیات میں مختلف تصاویر بھی شامل ہیں۔

گلشن عشق: مطبوعہ-حیدرآباد 'سلسلہ یوسفیہ' س ن،ص ۳۳۱۔

قدیم اردو مراکز میں بیجاپور کو خاص اہمیت حاصل ہے۔اس کتاب میں پروفیسر سید محمد نے بیجاپور کے ملک الشعرا نصرتی کی عشقیہ مثنوی ''گلشن عشق'' کو مکمل معلومات پر مشتمل مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔جس میں شاعر کی زندگی کے حالات،شاعرانہ صلاحیتوں اور اس مثنوی کے حوالہ سے بحث کی گئی ہے۔اس کتاب میں سید محمد اعظم کا لکھا ہوا پیش لفظ اور فرہنگ بھی شامل ہے۔

کلیات عبداللہ قطب شاہ: مطبوعہ-حیدرآباد سالار جنگ پبلشنگ کمیٹی،س ن ء،ص ۱۱۸۔

پروفیسر سید محمد نے سلطنت گولکنڈہ کے ساتویں حکمران سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دیوان کو مکمل تلاش و تحقیق کے بعد مرتب کیا ہے۔عبداللہ قطب شاہ ایک مستند شاعر تھے۔کتاب کے شروع میں مؤلف کا مقدمہ شامل ہے۔جبکہ غزلیات کو ردیف ''الف''،''ب''،''ت''اور''ث'' کے طریقہ سے شامل کیا ہے۔دیوان میں کل ستانوے غزلیں اور ایک مرثیہ شامل ہے۔کتاب کا پیش لفظ مہدی نواز جنگ نے تحریر کیا ہے۔

چندر بدن ومہیار: مطبوعہ-حیدرآباد مجلس اشاعت دکنی مخطوطات'۱۹۵۶ء،ص ۱۲۰۔

محمد اکبرالدین صدیقی نے مرزا محمد مقیم مقیمی بیجاپور کی مثنوی ''چندر بدن ومہیار'' کو انتہائی محنت سے ترتیب دیا۔کتاب کا پیش لفظ مہدی نواز جنگ نے تحریر کیا ہے۔کتاب کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) تاریخی جائزہ، عادل شاہی سلطنت (۲) مقیمی کے والد (۳) پیدائش، مقیمی کی تصانیف

(۴) مقیمی کے معاصرین (۵) قصہ چندر بدن ومہیار (۶) ادبی خصوصیات

فٹ نوٹ میں مشکل الفاظ کو درج کیا گیا ہے۔چندر بدن ومہیار کے قصہ کو بھی مختلف عنوانات کے تحت انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

قصہ رضوان شاہ وروح افزاء: مطبوعہ-حیدرآباد،'مجلس اشاعت دکنی مخطوطات'،۱۹۵۶ء،ص ۱۶۶۔

اس کتاب میں پروفیسر سید محمد نے قطب شاہی عہد کے مشہور شاعر فائز کی مثنوی ''رضوان شاہ وروح افزاء'' کو مرتب کر کے مفید مقدمہ کے ساتھ پیش کیا ہے۔کتاب کا پیش لفظ مہدی نواز جنگ نے تحریر کیا ہے۔کتاب کے آخر میں فرہنگ بھی دی گئی ہے۔

تصویر جاناں: مطبوعہ-حیدرآباد، مجلس اشاعت دکنی مخطوطات، ۱۹۵۷ء،ص۷۰۔

لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی مشاہیر ادب میں خاص مقام رکھتے ہیں ان کی کتابوں ''چمنستان شعراء'' اور ''گل رعنا'' کو تاریخ ادب میں نہایت اہمیت حاصل ہے۔ زیرنظر کتاب میں خواجہ حمید الدین شاہد نے ان کی مثنوی ''تصویر جاناں'' کو ایڈٹ کیا ہے۔ مرتب نے مقدمہ میں اس مثنوی کے شاعر اور دیگر بنیادی ماخذات کی وضاحت کی ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ مہدی نواز جنگ نے تحریر کیا ہے۔

پنچھی باچھا: مطبوعہ-حیدرآباد سالار جنگ پبلشنگ کمیٹی، ۱۹۵۹ء،ص۲۵۶۔

سید محمد نے وجیہہ الدین وجدی کی مثنوی ''پنچھی باچھا'' کو مرتب کیا ہے۔ انہوں نے مثنوی کی ترتیب کے ساتھ مقدمہ میں شاعر کے مختصر حالات زندگی، تصانیف اور مثنوی کے حوالہ سے بات کی ہے۔ کتاب کا پیش لفظ مہدی نواز جنگ کا تحریر کیا ہوا ہے۔

علی نامہ: مطبوعہ-حیدرآباد سالار جنگ پبلشنگ کمیٹی، ۱۹۵۹ء،ص۴۲۸۔

ملک الشعرا بیجاپور محمد نصرت نصرتی کی شاہکار، رزمیہ مثنوی ''علی نامہ'' کو پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے مرتب کر کے شائع کیا۔ مقدمہ میں مصنف نے شاعر اور مثنوی کے حوالہ سے تفصیلی بات کی ہے۔ کتاب کا پیش لفظ میر نواز جنگ نے لکھا ہے۔

اِس ادارہ کی جانب سے شائع ہونے والی تحقیقی و تدوینی کتب سے اُردو زبان کے آغاز و ارتقاء کی تاریخ کے نقوش واضح ہوتے ہیں۔ اُردو کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ کا دیوان بھی اسی ادارہ کی تاریخی اہمیت کی حامل کوشش ہے جس کی اشاعت سے اُردو ادب کی تاریخ میں ایک اہم تبدیلی ہوتی گئی اور اصحاب نقد و نظر کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اُردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ولی دکنی نہیں بلکہ محمد قلی قطب شاہ ہے۔ دوسرے حیدرآباد میں مقیم مسلمان امراء اور اراکین دولت عثمانیہ کے کتب خانوں سے ادب کے نوادرات کو منظرِ عام پر لانے اور ان کی اشاعت کا بیڑہ اُٹھانے میں اس مجلس نے اہم کردار ادا کیا۔ بہمنی، قطب شاہی اور عادل شاہی ادوار کے ادبی کارناموں کو نہ صرف تاریکی سے نکالا بلکہ ان کی ترتیب و تدوین سے علمی و تحقیقی دنیا کو نئے موضوعات بھی دیئے۔ ان نایاب اور تاریخی نوعیت کی حامل مثنویوں کو مرتبین نے پرمغز مقدمات کے ساتھ پیش کیا۔ یوں یہ ادارہ ایک فرد (نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ) کی مساعی سے آگے بڑھ کر دکن کے نامور تحقیقی ادارہ کی شکل اختیار کر گیا۔

حیدرآباد دکن علمی و ادبی ترقیوں کے حوالہ سے ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے بالکل مختلف تھا۔ یہاں اہلِ فکر ونظر، صاحبان فہم و ذکاء اور دانشوروں نے اپنی مادری زبان (اُردو) میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کیے۔ حکمرانوں اور دیگر اہم شخصیات نے اُردو دوستی، سرپرستی اور علم پروری کو اپنی زندگی کا شعار بنایا۔ نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے قدیم ادب کی ضرورت و اہمیت کو سمجھتے ہوئے مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات، ایسے ادارے کی داغ بیل ڈالی جس نے بے شمار نئی کتابیں صاحبان علم و دانش کے سامنے پیش کیں۔ زوال حیدرآباد (۱۹۴۸ء) کے ساتھ ہی اُردو کا زوال بھی شروع ہو گیا اور یہ نادر و نایاب ادارہ حکومت ہند کی تحویل میں چلا گیا اور پھر اُردو دشمن منصوبہ بندی کا شکار ہو گیا، مجلس نے دکنی مخطوطات کی اشاعت میں عظیم الشان خدمات انجام دیں اور ۱۹۵۸ء تک دو درجن سے زیادہ مخطوطات شائع کیے [۸]۔ اس ادارے کی جانب سے شائع ہونے والی کتب نے قدیم دکنی ادب کی تلاش و ترتیب کے لیے ایک رہنما کا کردار ادا کیا۔ مختلف لائبریریوں میں صدیوں سے موجود مخطوطات کو دکنی زبان وادب کی خدمت کی غرض سے عوامی مطالعہ کے لیے پیش کیا گیا اور یہی تحریک اس ادارہ کا سب سے اہم کارنامہ ہے کیونکہ اُس سے لوگوں میں دکنی زبان وادب سے محبت کے ساتھ ساتھ اپنے تاریخی ورثہ کی حفاظت کا جذبہ بھی پیدا ہوا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ حیدرآباد کے چند علمی و ادبی ادارے از سید اظہر علی ترمذی مشمولہ علمی و آگہی، جلد دوم، ۷۵-۱۹۷۴ء، ص ۲۲۴۔

☆۱۔ حیدرآباد دکن میں علمی و ادبی خدمات انجام دینے والے اداروں کے بارے میں معلومات شفیعہ قادری کی کتاب ''حیدرآباد کے علمی و ادبی ادارے''، مطبوعہ مکتبہ شعر وحکمت، ۱۹۹۳ء سے لی گئی ہیں۔

۲۔ حیدرآباد کے چند علمی و ادبی ادارے از سید اطہر علی ترمذی، ص ۲۲۷۔

☆۲۔ نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ بہادر، عماد السلطنت نواب لائق علی خاں سالار جنگ ثانی کے اکلوتے فرزند اور نواب تراب علی خاں سر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک کے پوتے تھے، بحوالہ حیدرآباد کے علمی و ادبی ادارے از شفیعہ قادری، ص ۵۹۔

۳۔ خطبہ صدارت از سالار جنگ سوم مشمولہ شیرازہ (زور نمبر) مئی ۱۹۶۳ء۔

۴۔ حیدرآباد کے علمی ادبی ادارے از شفیعہ قادری، حیدرآباد، مکتبہ شعر وحکمت ۱۹۸۳ء، ص ۵۶۔

۵۔ رسالہ کارواں (حیدرآباد نمبر) جلد۲، شمارہ ۹، ۱۰ ستمبر اکتوبر ۱۹۵۲ء، کراچی، کارواں ادب، ص ۴۹۔

۶۔ ابتدائیہ ''رسالہ جامعہ'' مرتب نورالحسن ہاشمی، جلد ۳۳ شمارہ ۵، مئی ۱۹۴۰ء۔

۷۔ حیدرآباد کے علمی و ادبی ادارے از شفیعہ قادری، ص ۶۰۔

☆۳۔ اس ادارے کا آغاز میر یوسف علی خاں سالار جنگ کی خواہش پر ہوا۔ اسی نسبت سے اس ادارے کی کتب سلسلہ یوسفیہ اور سالار جنگ پبلیشنگ کے تحت شائع ہوئیں۔ بحوالہ رسالہ سب رس نصیرالدین ہاشمی نمبر، ص ۷۷۔

☆۴: ان کتب کا ذکر رسالہ ''سب رس'' کے نصیرالدین ہاشمی نمبر کے صفحہ ۷۷ پر بھی موجود ہے۔

۸۔ حیدرآباد کے چند علمی اور ادبی ادارے از سید اظہر علی ترمذی، ص ۲۲۷۔

☆☆☆